

اسلامی قانون میراث اور پاکستانی عورت

Islamic Law of Inheritance and Pakistani Woman

Badar Munir

Former HOD, Department of Islamic Studies, Radiant Secondary School, Rawalpindi.

Email: badar2566.bm@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0000-0002-4888-3119>

Dr. Irum Sultana

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.

Email: isultana@numl.edu.pk

ORCID: <https://orcid.org/0000-0002-4260-0667>

ABSTRACT:

Depriving women of their right to inherit is a major issue in Pakistani society now a days. The purpose of this article was to describe the Inheritance rights of women in Islamic law of Inheritance and to analyze the practical situation of Inheritance rights of Pakistani women in this context. An analytical and descriptive method was adopted for research. A review of the practical situation of giving women their right to Inheritance in Pakistani society proved that Pakistani women are deprived of their right to Inheritance by ignoring Islamic Law of Inheritance. Various tricks are used to achieve this goal. It had also been proven that the reasons for depriving women of their right to Inheritance are lack of fear of Allah, unfamiliarity of the people and especially women with Islamic law of Inheritance and considering dowry as a commutation of Inheritance. By educating the people about Islamic Law of Inheritance and rules regarding women's right to inherit, a Pakistani women can be given her fundamental right of Inheritance.

KEY WORDS: Women, Inheritance, Islamic Law, Pakistani Society.

پاکستانی معاشرے میں خواتین کو ان کے حق میراث کی عدم ادائیگی عہد حاضر کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ عورت کو اس کے شرعی حق میراث سے محروم رکھنے کی بنیادی وجہ عوام الناس اور بالخصوص خواتین کا اسلامی قوانین وراثت سے ناواقف اور لاعلم ہونا ہے۔ اس ریسرچ پیپر میں اسلامی قانون میراث اور اس کی اہمیت، اسلامی قوانین میراث میں خواتین کے مختلف حیثیتوں (بیٹی، ماں، بیوی، بہن، دادی و نانی اور پوتی) کے لحاظ سے شرعی حصے کو بیان کرتے ہوئے پاکستانی عورت کو درپیش وراثتی مسائل اور عدم ادائیگی میراث کے عوامل سے بحث کی گئی ہے تاکہ پاکستانی عوام و خواص میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ عورت کو اس کے شرعی حق میراث سے (جو کہ نص قرآنی سے ثابت ہے) محروم رکھنا اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی اور رب ذوالجلال کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ وراثت کی تقسیم اسلامی قوانین میراث کے مطابق کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔

دین اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اس نے جہاں دیگر معاملات زندگی میں سے افراط و تفریط کا خاتمہ کیا وہیں "تقسیم میراث" کا بہترین طریقہ عطا فرمایا۔ خواتین کے حوالے سے خصوصی احکام بیان فرما کر عورتوں کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھنے کی قبیح رسم کا خاتمہ کیا جو دنیا کے تقریباً تمام مذاہب اور معاشروں میں رائج تھی۔ اسلام نے تقسیم وراثت کا ایک نہایت پاکیزہ اور متوازن نظام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرقانِ حمید میں احکام میراث کو بیان کرتے ہوئے تمام حقداروں کے حصص خود مقرر فرمائے اور مرد و عورت دونوں کو انتہائی انصاف کے ساتھ والدین اور دیگر اقربا کے متروکہ مال میں وارث بنایا تاکہ فطری طور پر مال و دولت کا حریص انسان ظلم و زیادتی، فتنہ و ناانصافی کی دلدل میں گرنے سے محفوظ رہے۔

اسلام میں میراث کا مفہوم

میراث انتقال ملکیت کی غیر اختیاری صورت ہے جس میں متوفی کی مملوکہ اشیاء خود بخود اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ اس میں انتقال کنندہ کے ارادے، نیت یا اختیار کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس غیر اختیاری انتقال ملکیت کو شرعی اصطلاح میں "وراثت" کہا جاتا ہے۔⁽¹⁾

معاصر انجینئر بشیر احمد بگوی رقمطراز ہیں کہ:

"وراثت سے مراد وہ تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جو میت کی اپنی کمائی ہوئی ہو یا اس کو اپنے آباء و اجداد سے ملی ہو یا اسے کسی اور متعلقہ و غیر متعلقہ شخص سے تحفہ کے طور پر ملی ہو اور میت اسے چھوڑ کر مر جائے تو شرعاً اس کو ترکہ یا ورثہ یا مال وراثت یا میراث کہتے ہیں۔"⁽²⁾

علم میراث کی اہمیت

اسلام میں جس طرح میراث کے عمل کو بڑی اہمیت حاصل ہے اسی طرح علم میراث بھی بڑا درجہ رکھتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اسے نصف علم قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا:

((تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلَّمُوهُ النَّاسَ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ أُمَّتِي))⁽³⁾

ترجمہ: علم میراث سیکھو اور اسے دوسرے لوگوں کو سیکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور یہ علم بھول جاتا ہے اور میری امت میں سے سب سے پہلے یہ علم اٹھالیا جائے گا۔

اسلام کی رو سے اموال افراد کے پاس ملک مجازی ہیں حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اموال انسانوں کے پاس محدود مدت کے لیے امانت ہیں اس لیے اللہ نے انہیں، ان کی مرضی پر نہیں چھوڑا کہ (وہ جیتے جی اور) مرنے کے بعد اپنی خواہش کے مطابق صرف کریں بلکہ اس کے لیے صریح اور واضح نظام نامہ اور دستور العمل اللہ تعالیٰ نے بطور فرض قطعی تجویز کر دیا ہے جس میں فرد اور جماعت دونوں کا فائدہ ہے۔⁽⁴⁾

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں احکام وراثت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾⁽⁵⁾

ترجمہ: مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار، اس ترکہ میں سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی تفسیر کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ:

اس آیت میں واضح طور پر پانچ قانونی حکم دیئے گئے ہیں:

۱. ایک یہ کہ میراث کے حقدار صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی وراثت کی حق دار ہیں۔
۲. دوسرے یہ کہ میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو، حتیٰ کہ اگر مرنے والے نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو اسے بھی دس حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک وارث دوسرے وارثوں سے ان کا حصہ خرید لے۔
۳. تیسرے اس آیت سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وراثت کا قانون ہر قسم کے اموال و املاک پر جاری ہوگا۔ خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ، زرعی ہوں یا صنعتی یا کسی اور صنف مال میں شمار ہوتے ہوں۔
۴. چوتھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مورث کوئی مال چھوڑ کر مرا ہو
۵. پانچویں اس سے یہ قاعدہ بھی نکلتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔⁽⁶⁾

اسلامی قانون میراث اور خواتین

اسلام نے اپنی عمدہ اور بہترین تعلیمات میں خواتین کو بھی حق وراثت عطا کیا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ

تبارک و تعالیٰ نے مردوں کے حصوں کے ساتھ ساتھ خواتین کے حصوں کی بھی وضاحت فرمادی ہے تاکہ کوئی ان کے حصوں پر شب خون نہ مار سکے اور انھیں ان کے حق میراث سے محروم نہ کر سکے۔ اسلام نے خواتین کو ہر حیثیت سے میراث میں وارث قرار دیا ہے خواہ وہ بیٹی ہے یا بہن، بیوی ہے یا ماں، دادی ہے یا نانی۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ بیٹی کی وراثت

بیٹی کی وراثت کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾⁽⁷⁾

ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ برابر ہے دو لڑکیوں کے حصے کے پھر اگر ہوں لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لیے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہوا ایک ہی لڑکی تو اس کے لیے نصف ہے۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں میراث میں بیٹی کی وراثت کی درج ذیل تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اگر ایک ہی بیٹی ہو اور اس کے ہمراہ میت کا کوئی بیٹا نہ ہو تو بیٹی کو میت کا نصف ترکہ (۱/۲) ملے گا۔
- ۲۔ اگر بیٹیاں دو سے زائد ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی (۲/۳) حصہ ملے گا جبکہ میت کا بیٹا نہ ہو۔
- ۳۔ میت کے بیٹے کی موجودگی کی صورت میں بیٹی بطور عصبہ وارث ہوگی اور بیٹے کو دو حصے ملیں گے جبکہ بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔

۲۔ والدہ کی وراثت

اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی انتقال کر جائے تو ماں اسکی جائیداد کی وارث ہوتی ہے اور ماں کے حصے کی وضاحت

کرتے ہوئے رب ذوالجلال نے فرمایا:

﴿وَلَا يُوْثِرُهُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الشُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ الشُّدُسُ﴾⁽⁸⁾

ترجمہ: اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو میت نے چھوڑا بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔

آیت مذکورہ کی روشنی میں میراث میں ماں کی وراثت کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) نہ ہو اور میت کے بہن بھائی بھی نہ ہوں تو ایسی صورت میں والدہ جائیداد کے ایک تہائی (۱/۳) حصے کی وارث ہوگی۔

۲۔ جب والدہ کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد یا متوفی کے بہن بھائی موجود ہوں تو والدہ کے لیے مال مٹروکہ کا چھٹا (۱/۶) حصہ ہے۔

۳۔ بیوی کی وراثت

میراث میں بیوی کی وراثت کے حوالے سے درج ذیل حکم نازل ہوا ہے۔

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾^(۹)

ترجمہ: اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑو بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو، اور

اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس میں سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق بیوی کے حق وراثت کی دو حالتیں ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ اگر خاوند کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) نہ ہو تو بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے چوتھے (۱/۴) حصے کی وارث ہوگی۔

۲۔ اگر متوفی کی کوئی اولاد موجود ہو تو بیوی کو متوفی خاوند کے ترکے میں سے آٹھواں (۱/۸) حصہ ملے گا خواہ وہ اولاد اس بیوی سے ہو یا کسی دوسری بیوی سے۔

۳۔ اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو وہ سب الرربع (۱/۴) یا الثمن (۱/۸) حصوں میں برابر برابر کی شریک ہوں گی۔

بیوہ کو مرنے والے کی شوہر کی جائیداد میں حصہ ملنے کے لیے صرف ایک ہی شرط ہے کہ شوہر کی وفات

کے وقت وہ اس کے نکاح میں ہو۔ اگر وہ خاوند سے الگ رہ رہی تھی تو بھی شوہر کی جائیداد میں وہ حصے کی حقدار

ہے۔ اسی طرح شوہر کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لینے کی صورت میں بھی وہ اپنے پہلے خاوند کی جائیداد میں

اپنے حصے کی مستحق ہے۔ اس کا حصہ کوئی اس سے واپس نہیں لے سکتا۔ وہ وراثت میں ملنے والی اپنے حصے کی جائیداد کو

فروخت کر سکتی ہے یا حسب منشا استعمال کر سکتی ہے۔

۴۔ بہن کی وراثت

قرآن کریم میں بہن کی وراثت کے متعلق مندرجہ ذیل احکام دیئے گئے ہیں:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلْثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَصِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾⁽¹⁰⁾

ترجمہ: (اے میرے رسول ﷺ) آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ فرمائیے اللہ تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے ترکے میں سے بہن کا نصف حصہ ہے اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے۔ اللہ تمہارے لیے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ "اخت" سے مراد عینی اور علاقائی بہن ہے کیونکہ بسا اوقات وہ بطور عصبہ وارث بنتی ہے اور اس سے اخینائی بہن مراد نہیں کیونکہ وہ بطور عصبہ وارث نہیں بنتی۔

عینی بہن کی وراثت

- عینی بہن میت کی وہ بہن ہوتی ہے کہ اس کے اور میت کے ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔ عینی بہن کی میراث میں وراثت کی صورتیں حسب ذیل ہیں۔
۱. عینی بہن کو اپنے متوفی بھائی کی جائیداد کا نصف (۱/۲) ملے گا جبکہ وہ اکیلی ہو اور میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور نہ ہی باپ، دادا اور کوئی عینی بھائی موجود ہو۔
 ۲. بہن کو جائیداد کا دو تہائی (۲/۳) ملے گا جب وہ ایک سے زیادہ ہوں اور ان کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد، باپ، دادا یا عینی بھائی موجود نہ ہو۔
 ۳. عینی بہن خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں، اپنے عینی بھائی کی موجودگی میں العصبہ بالغیر بن کر وارث ہوگی ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کی رو سے بہن ایک حصہ لے گی جبکہ بھائی دو حصے لے گا بشرطیکہ میت کی کوئی مذکر اولاد، باپ یا دادا موجود نہ ہو۔

علاقائی بہن کی وراثت

علاقائی بہن سے مراد میت کی وہ بہن ہے جس کا باپ اور میت کا باپ ایک ہو جبکہ دونوں کی مائیں الگ الگ ہوں اور اس کے حق وراثت کی حالتیں یہ ہیں۔

۱. علاقائی بہن کو اپنے متوفی بھائی کی جائیداد کا نصف (۱/۲) ملے گا جبکہ وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاقائی بھائی موجود نہ ہوں۔
۲. علاقائی بہن اگر ایک سے زائد ہوں تو وہ مال متروکہ میں سے دو تہائی (۲/۳) کی حقدار ہوں گی۔
۳. اگر متوفی کی عینی بہن ہو تو علاقائی بہن (خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد) مال متروکہ میں سے چھٹے (۱/۶) حصے کی مستحق ہوگی جبکہ میت کی اولاد، باپ، دادا، عینی بھائی اور علاقائی بھائی موجود نہ ہوں۔
۴. علاقائی بہن خواہ ایک ہو یا زیادہ میت کی بیٹی کی موجودگی میں بطور عصبہ مع الغیر وارث بنتی ہے جبکہ میت کے مذکورہ بالا رشتے دار موجود نہ ہوں۔

۵. علاقائی بہن، علاقائی بھائی کی موجودگی میں بطور العصبہ بالغیر وارث بنتی ہے جب میت کا بیٹا، پوتا، باپ اور عینی بھائی موجود نہ ہو۔ ایسی صورت میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْمُنْثٰثِ﴾ کی رو سے علاقائی بھائی، علاقائی بہن سے دو گنا لے گا۔

اخینائی بہن کی وراثت

اخینائی بہن میت کی وہ بہن ہوتی ہے کہ اس کی اور میت کی ماں تو ایک ہو لیکن باپ جدا جدا ہوں۔ اخینائی بہن اور بھائی کے حق وراثت سے متعلق احکام درج ذیل آیت مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں:

﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾^(۱۱)

ترجمہ: اور اگر وہ شخص کلالہ ہو جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لیے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں۔

آیت مبارکہ کی روشنی میں اخینائی بہن اور بھائی کی میراث میں وراثت کی حالتیں حسب ذیل ہیں۔

۱. اخیانی بہن اور بھائی کو جائیداد کا چھٹا (۱/۶) حصہ ملے گا جبکہ وہ اکیلی یا اکیلا ہو اور میت کی کوئی اولاد، باپ اور دادا موجود نہ ہوں۔

۲. اخیانی بہن اور بھائی کو جائیداد کا ایک تہائی (۱/۳) حصہ ملے گا اگر وہ ایک سے زائد ہوں خواہ وہ سب بہنیں ہوں یا سب بھائی ہوں یا بہن بھائی دونوں ہوں۔

۵۔ دادی اور نانی کی وراثت

دادی سے مراد باپ کی ماں ہے جبکہ نانی سے مراد ماں کی ماں ہے۔ اسلام انہیں بھی میراث میں حصے دار قرار دیتا ہے جبکہ متوفیٰ کی والدہ کی عدم موجودگی میں دادی اور نانی کو جائیداد کا چھٹا (۱/۶) حصہ ملتا ہے خواہ دادی یا نانی اکیلی ہو، یا وہ دونوں اکٹھی مسئلہ میں موجود ہوں، اگر وہ دونوں ایک ہی درجے میں ہوں تو (۱/۶) ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

دادی و نانی کے میراث میں حصے کی بابت دلیل ہمیں درج ذیل روایت سے ملتی ہے۔
حضرت قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس ایک شخص کی دادی نے جا کر میراث میں اپنا حصہ طلب کیا۔

((جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكَ فِي سُنَّةِ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِعَيْرِكَ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ وَلَكِنْ هُوَ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنْ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيُّكُمَا خَلَّتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.))⁽¹²⁾

ترجمہ: میت کی نانی ابو بکر صدیق کے پاس میراث میں اپنا حصہ دریافت کرنے آئی تو انھوں نے کہا: اللہ کی کتاب (قرآن پاک) میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے، اور مجھے نبی اکرم ﷺ کی سنت میں بھی تمہارے لیے کچھ نہیں معلوم، تم جاؤ میں (اس بارے میں) لوگوں سے پوچھ کر

بتاؤں گا، پھر انھوں نے لوگوں سے دریافت کیا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ نے اسے چھٹا حصہ دلایا ہے۔ اس پر ابو بکر نے کہا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے (جو اس معاملے کو جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی وہی بات کہی جو مغیرہ نے کہی تھی، تو ابو بکر نے اس کے لیے اسی کو نافذ کر دیا، پھر عمر کی خلافت میں دادی ان کے پاس اپنی میراث مانگنے آئی، عمرؓ نے کہا، اللہ کی کتاب (قرآن پاک) میں تمہارے حصے کا ذکر نہیں ہے اور پہلے (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کے زمانے میں) جو حکم ہو چکا ہے وہ نانی کے معاملے میں ہوا ہے، میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا، لیکن وہی چھٹا حصہ تم بھی لو، اگر نانی بھی ہو تو تم دونوں (سدس) کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں اکیلی ہو (یعنی صرف نانی یا دادی) تو اس کے لیے وہی چھٹا حصہ ہے۔

۶۔ پوتی کی وراثت

پوتی سے مراد میت کے بیٹے کی بیٹی ہے۔ اور پوتی کے میراث میں حق وراثت کی دلیل درج ذیل آیت مبارکہ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾⁽¹³⁾

ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ برابر ہے دو لڑکیوں کے حصے کے پھر اگر ہوں لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لیے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہوا ایک ہی لڑکی تو اس کے لیے نصف ہے۔

سب مفسرین اس پر متفق ہیں کہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں "اولاد" سے مراد متوفی کی صلیبی اولاد ہے اور صلیبی اولاد کی عدم موجودگی میں پوتائی کے درجے میں آجاتا ہے اور پوتی بیٹی کے درجے میں آجاتی ہے۔

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ میں بھی اس حوالے سے حکم ملتا ہے۔ حضرت ہذیل بن شر جیل اودی سے

روایت ہے کہ:

((جاء رجلٌ إلى أبي موسى الأشعريّ وسلمان بن ربيعة فسألهما عن ابنة وابنة ابنٍ وأختٍ لأبٍ وأمٍّ فقالا لابنتيه النصف وللأخت من الأب والأم النصف ولم

يُورثُ ابْنَةُ الابْنِ شَيْئًا وَأَتِ ابْنُ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيَتَابِعُنَا فَأَتَاهُ الرَّجُلُ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ
بِقَوْلِهِمَا فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنِّي سَأَفْضِي فِيهَا بِقَضَاءِ
النَّبِيِّ ﷺ لِابْنَتِهِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الابْنِ سَهْمٌ تَكْمِلُهُ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ مِنَ
الْأَبِ وَالْأُمِّ.))⁽¹⁴⁾

ترجمہ: ایک شخص ابو موسیٰ اشعری اور سلیمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور دونوں سے یہ مسئلہ
پوچھا کہ ایک بیٹی ہو اور ایک پوتی اور ایک سگی بہن (یعنی ایک شخص ان کو وارث چھوڑ کر
مرے) تو اس کی میراث کیسے بٹے گی؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ بیٹی کو آدھا اور سگی بہن کو
آدھا ملے گا اور انہوں نے پوتی کو کسی چیز کا وارث نہیں کیا (اور ان دونوں نے پوچھنے والے سے
کہا) تم عبد اللہ بن مسعود سے بھی جا کر پوچھو تو وہ بھی اس مسئلے میں ہماری موافقت کریں
گے، تو وہ شخص ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا اور انہیں ان دونوں کی بات بتائی تو انہوں
نے کہا: تب تو میں بھٹکا ہوا ہوں گا اور راہ یاب لوگوں میں سے نہ ہوں گا، لیکن میں تو رسول
اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، اور وہ یہ کہ بیٹی کا آدھا ہو گا اور پوتی کا چھٹا حصہ
ہو گا دو تہائی پورا کرنے کے لیے (یعنی جب ایک بیٹی نے آدھا پایا تو چھٹا حصہ پوتی کو دے کر دو
تہائی پورا کر دیں گے) اور جو باقی رہے گا وہ سگی بہن کا ہو گا۔

مندرجہ بالا آیت اور حدیث کی روشنی میں میراث میں پوتی کے حق وراثت کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

۱. پوتی اگر اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی یا پوتا موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں پوتی کو جائیداد کا (۱/۲) حصہ ملے گا۔
۲. اگر میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتانہ ہو اور پوتیاں ایک سے زائد ہوں تو انہیں جائیداد کا دو تہائی (۲/۳) ملے گا۔
۳. پوتی کو جائیداد کا چھٹا (۱/۶) ملے گا خواہ پوتیاں ایک سے زائد ہی ہوں اگر ان کے ہمراہ میت کی ایک بیٹی
موجود ہو یعنی بیٹیوں کے حصے (۲/۳) کو پورا کرنے کے لیے، (جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں کلمۃ
الاثنتین⁽¹⁵⁾ کی صورت بیان کی گئی ہے۔) جبکہ میت کا بیٹا اور پوتا بھی موجود نہ ہو۔

میت کے پوتے کی موجودگی میں پوتی عصبہ بن کر وارث ہوگی، پوتے کو دو حصے ملیں گے اور پوتی کو ایک
حصہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْمُنْثَيْنِ﴾ کے قاعدے کے تحت ملے گا۔ جبکہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔ یعنی پوتی اور
پوتا میت کے بیٹے کی موجودگی کی صورت میں وراثت سے محروم ہو جائیں گے۔

میراث کی عدم ادائیگی پر وعید

اللہ تبارک و تعالیٰ نے احکام میراث کو قرآن مجید میں صراحتاً بیان فرما کر جہاں ان کی ورثاء میں منصفانہ تقسیم کرنے پر اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر اور دوسروں کو ان کے حق سے محروم کرنے پر سخت و عید بھی سنائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾⁽¹⁶⁾

ترجمہ: یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی (مقررہ) حدوں سے تجاوز کرے گا تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا، ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں درج ذیل تین نکات کو مختصر مگر جامع انداز میں اللہ عز و جل نے بیان فرما دیا ہے اور اس قدر شدید و عید اس جرم کی سنگینی کی غمازی کرتی ہے۔

۱. جو شخص وراثت میں کسی دوسرے کی حق تلفی کرے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑے گا وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نافرمان ہے۔
۲. اس نافرمانی اور ظلم کی وجہ سے وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کیا جائے گا۔
۳. جو شخص وراثت کے ان احکام کو تسلیم نہیں کرتا اور اسی لیے ان کو عملی جامہ نہیں پہناتا تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائے گا اور اس کے لیے سوا کن عذاب ہے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَطَعَ مِيرَاثَ وَارِثِهِ، قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))⁽¹⁷⁾

ترجمہ: جو شخص اپنے وارث کی میراث کاٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو کاٹ دے گا۔

سرکار دو جہاں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((أُخْرِجَ مَالُ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ))⁽¹⁸⁾

ترجمہ: میں تمہیں دو ضعیفوں عورت اور یتیم کا مال کھانے سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔

پاکستانی معاشرے میں عورت کے حق میراث کی حالتِ زار

اسلام نے جاہلی رسم و رواج کی تہذیب کی جس کے تحت خواتین کو مطلقاً حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ اسلامی قانون میراث میں خواتین کو بحیثیت بیٹی، بیوی، ماں اور بہن کے وراثتی حقوق عطا کرنے کا مقصد اس کی معاشی کفالت اور شخصی آزادی کو نمایاں کرنا ہے لیکن موجودہ پاکستانی معاشرے میں مختلف تہذیبوں سے ملاپ کی وجہ سے وہی جہالت اُٹھ آئی ہے جو کہ اسلام سے پہلے تھی اور وراثت کی تقسیم کے حوالے سے احکام الہی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ بعینہ زمانہ جاہلیت کی وہ شکل ہے جس میں مرد اپنی طاقت کے بل بوتے پر میراث کو اپنا حق گردانتے تھے جبکہ عورتوں اور بچوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يُورَثُونَ الْبَنَاتِ وَلَا الصَّغَارَ حَتَّى يُدْرِكُوا" (19)

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت میں نہ تو عورتوں کو وراثت دیتے تھے اور نہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکوں کو (میراث ملتی تھی)۔

عہد حاضر میں بد قسمتی سے ہمارے پاکستانی معاشرے میں بہنوں اور بیٹیوں کو عملاً ان کے حق وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اور جہیز کے نام پر چند برتن اور کچھ سامان دے کر بہنوں اور بیٹیوں کو ان کے حصے کی جائیداد سے محروم کرنے کی روایت مسلم معاشرے میں عام ہو چکی ہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (20)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔

مذکورہ بالا واضح حکم کے باوجود آج کے پاکستانی معاشرے میں دورِ جاہلیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے جس کی وجہ سے اکثر میراث کے حقداروں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے حالانکہ اسلامی قوانین وراثت میں قطعی طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ وراثت میں بیٹی کو بھی ضرور حصہ دیا جائے گا بلکہ تقسیم میراث کے قانون میں اصل بنیادی اکائی بیٹی کو ہی قرار دیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ (21)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

وراثت کے متعلق صریح احکامات کے باوجود ہمارے پاکستانی معاشرے میں بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں اور بیواؤں کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھنے کے لیے طرح طرح کے طریقے اور ہتھکنڈے آزمائے جاتے ہیں۔ عورت مرد کی طرح طاقتور نہیں ہوتی کہ وہ اپنا حصہ زبردستی لے سکے لہذا قانونی و شرعی طور پر وارث ہونے کے باوجود اسے اپنے حصے سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ۸۵ فی صد پاکستانی خواتین کو وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے صرف ۱۰ فی صد عورتوں کو ان کا حق وراثت ملتا ہے باقی تمام عورتوں کو حیلے بہانوں سے میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ان سے حق بخشوا لیا جاتا ہے یا ان کی جائیداد مرد اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔⁽²²⁾

اسلامی قانون وراثت میں شریعت نے خواتین اور مردوں کے حصص کی تقسیم کا طریقہ کار اور حصوں کی کمی بیشی ایسی سادہ اور واضح رکھی ہے کہ ہر شخص اس کو با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ اس میں افراط و تفریط کا قطعاً کوئی اندیشہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے حصص خود ہی بیان کر دیئے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں دین سے دوری، لالچ و حرص اور مختلف تہذیبوں سے اختلاط و ملاپ کی وجہ سے مسلمانوں نے احکام میراث کو یکسر فراموش کر دیا ہے جس کی وجہ سے خواتین کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے حالانکہ عورتوں، یتیموں اور بیٹیوں کو میراث اور جائیداد کے حصے سے محروم رکھنا ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ یہ قانون خداوندی سے بغاوت کے مترادف ہے اور اس کے معاشرے پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں جن کے نتائج بہت سنگین ہوتے ہیں۔

عصر حاضر میں ہمارے معاشرے میں حیلے بہانے سے خواتین کو ان کے حق میراث سے محروم رکھنا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ فرسودہ رسم و رواج کی تقلید کرتے ہوئے انہیں اس حق سے جبراً محروم رکھا جاتا ہے۔ اکثر ایسے واقعات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں کہ اپنا حق وراثت طلب کرنے پر خواتین کو قتل کر دیا جاتا ہے یا انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

بی بی سی اردو کی رپورٹ کے مطابق خانیوال کے علاقے کی ایک خاتون اختر بیگم سات اپریل کی صبح اپنے والد کی زمین پر اس حصے کا قبضہ لینے پہنچی جو عدالتی حکم کے مطابق اس کے حصے میں آیا تھا تو اس کے بھائیوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں۔⁽²³⁾

انسانی حقوق سے متعلق مقدمات پر کام کرنے والے ایڈوکیٹ اللہ داد خان کہتے ہیں:

"خواتین کی اس حق تلفی کی اہم اور بنیادی وجہ وراثت کے قوانین سے بے خبری ہے جبکہ عورت اپنے حق کے لیے آواز اٹھاتی ہے تو مختلف حربوں سے اس پر الزام لگانے کی کوشش کی جاتی ہے قرآن سے شادی کی جاتی ہے، ونی کیا جاتا ہے، جھوٹے الزامات لگا کر بد چلن ثابت کیا جاتا ہے اور پھر غیرت کے نام پر قتل تک کر دیا جاتا ہے" (24)

در اصل آج کا مسلمان فکری زوال کا شکار ہے اور اس میں خوفِ خداوندی کا فقدان ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنی مرضی کے مطابق اسلام پر عمل کرنے کے لیے اپنی اپنی ترجیحات متعین و مقرر کر لی ہیں۔

پاکستانی سماج میں خواتین کو درپیش وراثتی مسائل

عہدِ حاضر کے مسلمان اسلام و قانون میں خواتین کے حقِ میراث و حقِ ملکیت کو تسلیم تو کرتے ہیں مگر مقامِ افسوس یہ ہے کہ عملی صورتحال اس سے قدرے مختلف ہے۔ پاکستان میں خواتین سے عدل و انصاف نہیں کیا جاتا اور انھیں مختلف حیلے بہانوں سے ان کے شرعی حقِ میراث سے محروم رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ تاجر برادری میں عام طریقہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کے کاروبار میں شریک دار بنالیا جاتا ہے کوشش یہی رہتی ہے کہ کاروبار اور کارخانے تو اولادِ زرینہ کو ملیں، رہیں بیٹیاں تو ان کو جہیز دے دو۔ زمین، املاک اور دوسرے اثاثے جائیداد کے مالکوں کی زندگی ہی میں اولادِ زرینہ کو منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ خاص کر زرعی اراضی سوائے اس کے کہ حالیہ زرعی اصلاحات میں زیادہ سے زیادہ زمین کی ملکیت کی ایک حد مقرر کی گئی ہے اور اس سے بڑی بڑی اراضی والے خاندان کی عورتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ سرکاری حد سے زیادہ زرعی زمینوں کو حکومت کے حوالے کرنے سے بچانے کے لیے ان کو خاندان کی عورتوں کے نام کر دیا جاتا ہے۔ (25)

جاگیردار اور زمین دار تو حیلے بہانے سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں خاندان سے باہر کرتے ہی نہیں کہ اس طرح سے کہیں جائیداد خاندان سے باہر نہ چلی جائے اور پھر ان کی دیکھا دیکھی عام لوگوں نے بھی بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا شروع کر دیا ہے۔ (26)

پنجاب میں خصوصاً عورتوں کو زمین کی ملکیت میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ صرف مرد ہی وراثت کے حقدار ہوتے ہیں عملاً لڑکی سے کہا جاتا ہے کہ وہ لکھ کر دے دے کہ وہ وراثت کی دعویٰ نہیں ہے اس کا حصہ اس کے بھائی کو دے دیا جائے۔ عموماً شادی شدہ لڑکی کو کبھی علیحدہ سے حصہ نہیں ملتا اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ مال و اسباب اس کے شوہر اور سسرال والوں کے لیے ہی نفع بخش ہوگا۔

اکثر اوقات خواتین کو ان کے حق میراث سے محروم کرنے کے لیے ان پر شوہر کے قتل کا جھوٹا الزام بھی لگادیا جاتا ہے۔ ملتان کی سنٹرل جیل میں قید عورتوں کا سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ تر عورتوں پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کو قتل کیا ہے۔ یہ الزام ان پر اس لیے لگایا گیا کہ وہ شوہر کے جائیداد کی حصہ دار یا وارث نہ بن سکیں۔⁽²⁷⁾

پنجاب اور سندھ کے شہروں میں تو جہیز کے نام پر باپ نے جو الگ سے ان کے انتظام کیا ہوتا ہے وہ جائیداد کے مقابلے میں انہیں شادی کے موقع پر ہی دے دیا جاتا ہے خاص طور پر اچھی اردو بولنے والے خاندانوں میں بھاری جہیز وراثت کے نام پر ہی دیئے جاتے ہیں پھر ان صوبوں میں "حق بخشوانا"، لڑکیوں کی شادی نہ کرنا اور قرآن سے شادی کر دینا کہ جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے بہت عام ہے بعض اوقات جائیداد کی وجہ سے عورتوں کو خفیہ طور پر قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔⁽²⁸⁾

ایک مقامی اخبار کے مطابق صرف ایک ہی دن میں صوبہ سندھ کے علاقے خیرپور ناٹھن شاہ میں جائیداد کی وجہ سے خاوند نے بیوی کا سرتن سے جدا کر دیا۔ سکرنڈ میں ایک عورت کو جائیداد کے لیے موت کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ گوٹ ماڑی لاشاری میں جائیداد ہتھیانے کے لیے ایک لاشاری نامی شخص نے اپنی ایک خاتون رشتہ دار پر وین پر فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔⁽²⁹⁾

سندھی بیوہ عورت کو بچوں کے حق میں زبردستی وراثت سے دستبردار کرایا جاتا ہے۔⁽³⁰⁾ صوبہ خیبر پختونخوا میں تو لڑکوں کی موجودگی میں عورتیں زمین کی وارث نہیں بن سکتیں اور باپ کی طرف سے بیٹیوں کے لیے غیر منقولہ جائیداد حاصل کرنے کا کوئی رواج نہیں ہے۔ پھر بیواؤں کے لیے الگ سے وراثت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ عموماً نہیں جائیداد میں وارث کی حیثیت سے قبول نہیں کیا جاتا۔⁽³¹⁾

پختون روایت میں زمین عزت کے تین بنیادی ستون میں سے ایک ہے۔ لہذا یہ خاندان سے باہر نہیں جاسکتی۔ اسی سوچ کے تحت جائیداد بیٹیوں کے حوالے نہیں کی جاسکتی۔⁽³²⁾

عورت کو میراث کے حق سے محروم رکھنے کے لیے کئی بلوچی مرد بستر مرگ پر انہیں طلاق دے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اس کی جائیداد سے محروم رہ جاتی ہے۔⁽³³⁾

صوبہ بلوچستان میں ہزارہ جاتوں اور نوآباد لوگوں میں لڑکیوں کو جائیداد میں حصہ دیا جاتا ہے لیکن اس کا تمام کنٹرول چچاؤں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پھر ان علاقوں میں عورتیں باپ کی جائیداد میں حصہ لے سکتی ہیں لیکن عملاً سماج

اسے قبول نہیں کرتا تو اسے اپنے حصے سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔ بیواؤں کی جائیداد ہتھیانے کے لیے انہیں سسرال میں ہی کسی سے دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔⁽³⁴⁾

اسلامی قانون وراثت کے مطابق میت کی تجہیز و تدفین اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد سب سے پہلے بیوہ کے حق مہر کی ادائیگی ہونی چاہیے مگر عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ مہر کی ادائیگی کو کوئی اہمیت و وقعت نہیں دی جاتی اور بیوہ کو اپنے اس قانونی حق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے قرار دیا کہ بہنوں کو وراثت میں حصہ نہ دینا ہمارا معاشرتی المیہ ہے۔ مرد و رثاء مختلف طریقوں سے ان کی جائیداد اپنے نام کروا لیتے ہیں۔⁽³⁵⁾

اگر کوئی عورت اپنی جائیداد کا حصہ لینے کا اعلان کر دے تو اکثر اس سے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے۔ جائیداد حاصل کرنے کا مطالبہ بھی عورت کی طرف سے نہیں بلکہ اس کے سسرالی رشتہ داروں کی طرف سے دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے عموماً جائیداد کی خرید و فروخت اور منتقلی میں عورت کا عملی دخل نظر نہیں آتا۔ اگر کسی عورت کو جائیداد میں کافی زیادہ حصہ ملتا ہے تو شادی کی صورت میں شوہر اس پر قابض ہو جاتا ہے۔⁽³⁶⁾

پاکستان میں ۱۹۶۲ء کے قانون شخص میں پہلی مرتبہ کھلے لفظوں میں عورتوں کے لیے وراثت کے اسلامی حقوق قانوناً قابل حصول اور قابل نفاذ قرار دیے گئے لیکن رواج کو اس کے مضبوط مورچے سے آسانی سے نہیں نکالا جاسکتا۔

پروفیسر ثریا تنول علوی لکھتی ہیں:

"عملاً عورت کا حق وراثت آج کل بعض مسلم معاشروں میں بری طرح پامال ہو رہا ہے خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے عورت کو شرعی حق وراثت سے محروم رکھنے کی باروز افزوں ہے۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو جہیز میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ وراثت کا بدلہ ہی تو ہے۔ جب انہوں نے لمبے چوڑے جہیز لے لیے تو وراثت میں ان کا کچھ بھی حصہ باقی نہیں رہتا"⁽³⁷⁾

خواتین کی حق وراثت سے محرومی کے عوامل

خواتین کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھے جانے کے کئی عوامل ہیں جن میں سے ایک اہم سبب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے خوف کا فقدان ہے اور دوسری وجہ معاشرے میں جاہلانہ رسم و رواج کا فروغ ہے جس کے سبب مختلف طریقوں اور حیلوں سے لڑکیوں کو ان کے حق میراث سے محروم رکھنے کی سعی کی جاتی

ہے۔ تیسرا سبب مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین میں بھی وراثت کے قوانین کے متعلق بے خبری اور لاعلمی ہے۔ تعلیم کے فقدان کے باعث اکثر لوگوں کو اور بالخصوص خواتین کو ترکے کی تقسیم کے حوالے سے اسلامی قوانین کے بارے میں علم ہی نہیں ہے اور وہ اپنے شرعی حق سے آگاہ ہی نہیں ہیں اور ان کی اسی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مفاد پرست عناصر انہیں ان کے جائز حق سے محروم کر دیتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود کو متقی و پرہیزگار سمجھنے والے مسلم معاشرے کے 90 فیصد افراد اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے حصے کی جائیداد کو بڑی دیدہ دلیری سے ہڑپ کر جاتے ہیں اور انہیں ایک بار بھی شاید یہ خیال نہیں آتا کہ وہ خواتین کو ان کے شرعی حق سے محروم کر کے اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس جرم کی پاداش میں وہ روزِ آخرت بارگاہِ الہی میں پکڑے جائیں گے اور پھر ان کے لیے کوئی جائے مغفر نہ ہوگی۔

خلاصہ کلام

اسلام انسان کو بحیثیت انسان ہی مد نظر رکھتا ہے اور مردوں کی طرح خواتین کو بھی ان کے حقوق عطا کرتا ہے۔ قرآن حمید میں خواتین کے حصص کو واضح طور پر بیان کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ان کے حقوق کو پامال نہ کر سکے کیونکہ جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے وہ مرد سے طاقت کے ذریعے اپنا حصہ وصول کرنے سے قاصر ہیں اور اسی وجہ سے عورت ہر دور اور تہذیب میں اپنے حقوق سے محروم رہی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے خود اس کے حصص بیان فرما کر اس دیرینہ نا انصافی اور محرومی کا سد باب کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوانینِ وراثت کی حکم عدولی کو اللہ تعالیٰ کے قوانین کی حکم عدولی قرار دیا گیا ہے۔ شومئی قسمتِ عہدِ حاضر کے مسلمانوں نے دنیاوی منفعت کے حصول کے لیے احکامِ الہی کو پس پشت ڈال دیا ہے اور خواتین کو ان کے حقِ میراث سے محروم کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صریح نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے بہنوں، بیٹیوں، ماؤں اور بیواؤں کے حصے کے ترکے پر قابض ہو کر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کر رہے ہیں، خود بھی حرام کھا رہے ہیں اور اپنی اولادوں کو بھی حرام مال سے پروان چڑھا رہے ہیں اور غضبِ الہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام اور خواتین کو اسلامی قانون میراث سے روشناس کرایا جائے اور معاشرے میں وراثت کی تقسیم اسلامی احکامات کے مطابق کی جائے اور خواتین کو ان کا حق میراث اسلامی قانونِ وراثت کے مطابق ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہم دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے روبرو شرمندہ ہونے سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کے سزاوار ہو سکیں اور آخرت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز ہو سکیں۔

(References)

- (1)۔ النجفی علامہ سید افتخار حسین نقوی، کتاب میراث (قانون وراثت)، پاکستان: شرکتہ الحسین پبلی کیشنز، 2016ء، ص 56۔
- (2)۔ بگوی بشیر احمد، کلید وراثت، لاہور: انجمن خدام دین، شیرانوالہ دروازہ، 1965ء، ص 13۔
- (3)۔ البیہقی ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، کتاب الفرائض، باب الحث علی تعلیم الفرائض، حدیث نمبر: 11955، مکہ المکرمة: مکتبہ دارالباز، 1414ھ، 1994ء، 208/6۔
- (4)۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور: دانش گاہ پنجاب، ناشر: پنجاب یونیورسٹی، 28/1/13۔
- (5)۔ سورۃ النساء: 7۔
- (6)۔ مودودی سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 32/1۔
- (7)۔ سورۃ النساء: 11۔
- (8)۔ سورۃ النساء: 11۔
- (9)۔ سورۃ النساء: 12۔
- (10)۔ سورۃ النساء: 16۔
- (11)۔ سورۃ النساء: 12۔
- (12)۔ السجستانی ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب فی الجَدَّة، حدیث نمبر: 2896، بیروت: دارالکتب العربی، 81/3۔
- (13)۔ سورۃ النساء: 11۔
- (14)۔ السجستانی سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب مَا جَاءَ فِی مِیْزَاتِ الصُّلْبِ، حدیث نمبر: 2892، 80/3۔
- (15)۔ تکملة الثلثین: بیٹی کو آدھا حصہ اور پوتی کو چھٹا حصہ دے کے دو تہائی پورا کرنا۔
- (16)۔ سورۃ النساء: 13-14۔
- (17)۔ التبریزی محمد بن عبد اللہ الخطیب، مشکاة المصابیح، بیروت: المکتب الاسلامی، الطبعہ الثالثہ، 1405ھ، 1985ء، 197/2، حدیث نمبر: 3078۔
- (18)۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان، صحیح ابن حبان، باب ذِکْرُ الرَّجُلِ عَنِ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ، بیروت: مؤسسہ الرسالہ، الطبعہ الأولى، 1408ھ، 1988ء، 36/12، حدیث نمبر: 5565۔
- (19)۔ الشوکانی محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ، فتح القدیر، دمشق، بیروت: دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب، الطبعہ الأولى، 1413ھ، 1993ء، 93/1۔
- (20)۔ سورۃ النساء: 58۔

- (21)۔ سورۃ النساء: 11
- (22)۔ مدنی حافظہ حاجرہ، پاکستانی عورت کے معاشی مسائل و کردار، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۳
- (23)۔ بی بی سی نیوز اردو، خانیوال: پاکستان، ۳ مئی ۲۰۱۸ء
- (24)۔ ایضاً
- (25)۔ رشیدہ ٹیل، پاکستانی عورت کی سماجی و قانونی حیثیت، کراچی: کل پاکستان انجمن خواتین (اپواء)، ۱۹۸۱ء، ص ۲۷۰
- (26)۔ ڈاکٹر امیر فیاض، مسلمان عورت اور یورپی سازشیں میڈیا سرورسز، بیگورہ: سوات، ۲۰۰۵ء، ص ۱۹
- (27)۔ عورت، قانون اور معاشرہ، (شرکت گاہ)، ص ۸۹
- (28)۔ اعوان محبت حسین، اسلام، قانون اور مظلوم پاکستانی عورت، کراچی: مکتبہ بخاری گلستان کالونی، اکتوبر، ۲۰۰۲ء، ص ۸۶
- (29)۔ روزنامہ "جنگ" کراچی: ۲۶ اگست ۱۹۹۹ء
- (30)۔ پنجابی ارشاد احمد، پنجاب کی عورت، لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۶ء، ۱۵۹۵
- (31)۔ اعوان محبت حسین، اسلام، قانون اور مظلوم پاکستانی عورت، ص ۸۶
- (32)۔ عورت، قانون اور معاشرہ، ص ۲۱۰
- (33)۔ ایضاً، ص ۱۴۸
- (34)۔ اعوان محبت حسین، اسلام، قانون اور مظلوم پاکستانی عورت، ص ۸۷
- (35)۔ روزنامہ "پاکستان"، ۷ فروری، ۲۰۰۶ء
- (36)۔ فاخرہ تحریم، عورت کا المیہ، لاہور: ادارہ تخلیقات، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۶
- (37)۔ علوی ثریا تہول، جدید تحریک نسواں اور اسلام، لاہور: ادارہ مطبوعات خواتین، اشاعت اول، ۱۹۹۸ء، ص ۳۰۴